

## 316052-قرضے کی وجہ سے قید افراد کو زکاۃ دینے کا حکم

سوال

ایک نئی سولت متعارف کروانی گئی ہے کہ جس میں قرضے تلے دبے افراد کو لوگوں سے عطیات جمع کرنے کی سولت دی جاتی ہے، تو کیا اس سولت کے تحت اپنی دولت کی زکاۃ ان کی مدد کے لئے جمع کروانی جا سکتی ہے؟

پسندیدہ جواب

تلگ دست مقروض افراد چاہے قیدی ہوں یا کوئی اور انہیں زکاۃ دینا بائز ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

**إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَابِدِينَ عَلَيْهَا وَأَنْوَاعُهُنَّا طَهُورٌ بِهِنْمٍ وَفِي الرِّزْقِ وَالنَّفَارِ إِيمَانٌ وَفِي سَيِّلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّيِّلِ فَرِيمَةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ**.

ترجمہ : صدقات تو دراصل قصیروں مسکینوں اور ان کارندوں کے لئے ہیں جو ان (کی وصولی) پر مضر میں۔ نیز تالیف قلب غلام آزاد کرانے قرضاً داروں کے قرض اتنا رہے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنے کے لئے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانے والا اور حکمت والا ہے [التوبۃ: 60]

آیت میں مذکور : "وَالنَّفَارِ إِيمَانٌ" سے مراد ایسے مقروض لوگ ہیں جن کے پاس اپنا قرضہ چکانے کے لئے کچھ نہیں ہے، تو ایسے مقروض شخص کو اتنی مقدار میں زکاۃ دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنا قرضہ چکا دے، چاہے اس نے قرضے کی یہ رقم کسی حرام کام کے لئے لی تھی، لیکن ایسی صورت میں شرط یہ ہے کہ اس نے اس حرام کام سے توبہ کر لی ہو۔

چنانچہ "شرح منظی الارادات" (1/457) میں ہے کہ :

"یا [زکاۃ] کا ممتحن وہ شخص بن سختا ہے [جس نے اپنے لیے کسی جائز کام کے لئے قرض یا یا اپنے لیے ہی کسی حرام کام سے توبہ کر لی، اور پھر اس کا قرض چکانے سے ہاتھ تلگ ہو گی، اس کی دلیل سورت توبہ میں "وَالنَّفَارِ إِيمَانٌ" کا لفظ ہے۔" ختم شد

اسی طرح ذاتی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ میں ہے کہ :

"کیا زکاۃ کا کچھ مال رفاحی اداروں میں جمع کروانا بائز ہے؟ مثلاً: البر رفاحی ادارہ، یاقیدیوں کی بانیابی کیلئے کام کرنے والے رفاحی ادارے وغیرہ؟"

جواب : عطیات کے لیے مختص چدہ بحکم کے بارے میں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی انتظامیہ وصول ہونے والی زکاۃ کو زکاۃ کے تمام یا چند شرعی مصارف میں ہی خرچ کرتی ہے، مثلاً: فقراء اور مسکین وغیرہ میں، نیزا انتظامیہ کے افراد دیندار، اماندار، نیک اور قابل اعتماد بھی ہیں کہ انہیں اپنی زکاۃ کی رقم دے کر قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے، وہ اس رقم کو صحیح جگہ بھی لگاتے ہیں، تو پھر انہیں زکاۃ کی رقم زکاۃ کے شرعی مصارف میں خرچ کرنے کیلئے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جبکہ حق خاص کی وجہ سے قید ہو جانے والے افراد کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر فرمایا ہے کہ :

**إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَابِدِينَ عَلَيْهَا وَأَنْوَاعُهُنَّا طَهُورٌ بِهِنْمٍ وَفِي الرِّزْقِ وَالنَّفَارِ إِيمَانٌ وَفِي سَيِّلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّيِّلِ**.

ترجمہ: صدقات تو دراصل فقیروں مسکینوں اور ان کارندوں کے لئے ہیں جو ان (کی وصولی) پر مضر ہیں۔ نیز تالیف قلب غلام آزاد کرنے کے قرض اتارنے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنے کے لئے ہیں۔ [التوبۃ: 60]

تو اس آیت میں زکاۃ کے مستحبین کے ضمن میں "وَالْفَارِمِينَ" یعنی مقروظ لوگوں کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا۔

اور "وَالْفَارِمِينَ" دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ قسم ہے جو دو جھگڑے والے افراد کے درمیان صلح کروائے، مالی معاملات کی وجہ سے دو گروپوں کے درمیان بھڑکنے والے فتنے کو بمحابائے اور صلح کروانے والا شخص آگے بڑھ کر اپنی ذاتی جیب سے ان میں مالی تصنیف کر دے اور نیت یہ رکھے کہ میں یہ رقم زکاۃ کی مدد سے کہیں سے وصول کر لوں گا، تو ایسے لوگوں کو زکاۃ کی مدد میں "وَالْفَارِمِينَ" کے تحت رقم دی جائے گی چاہے وہ شخص ذاتی حیثیت میں مالدار ہی کیوں نہ۔

دوسری قسم: ایسا مقروظ شخص جو اپنی جائز ضروریات پوری کرنے کے لئے قرض لے، مثلاً: ایک شخص اپنے اور اپنے زیرِ کفالت بچوں کے ضروری اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض لے، یا پھر کسی پر ظلم و زیادتی کے بغیر ہی مالی جرمانہ اس پر عائد ہو جائے [مثلاً: ٹریفک حادثے کی صورت میں مالی جرمانہ لاگو ہو جائے] تو ایسے شخص کو اتنی مقدار میں زکاۃ دی جا سکتی ہے جس سے اس کے ذمہ موجود رقم یا جرمانہ ادا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے، درود وسلام ہوں ہمارے نبی محمد، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر۔

دائی کمیٹی برائے علمی تحقیقات وفتاوی

عبداللہ بن منجع، رکن

عبداللہ بن غدیان، رکن

عبدالرازاق عشیفی، نائب صد

ابراهیم بن محمد آل اشیخ، صدر "نختم شد"

واللہ اعلم